حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

احکام شرعیہ میں رائے عامہ کی حیثیت

۱۹۶۲ء میں جب پاکستان کا دوسرا دستور نافذ ہوا تو اس کے تحت قانون سازی کے اس اصول کو صراحتاً تسلیم کیا گیا کہ پاکستان میں کوئی قانون اسلام کے منافی نافذ نہیں ہوگا نیز پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر جلد از جلد اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلام کے بنیادی تصورات اور اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں اور انھیں ایسی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی جن کی مدد سے وہ ان تصورات اور اصولوں کے مطابق زندگی گذارنے کا مفہوم سمجھ سکیں۔

چنانچہ دستور کی دفعہ ۱۱۹ کے تحت صدر مملکت کو ''اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل'' کے قائم کرنے کا اختیار دیا گیا تاکہ یہ ''مشاورتی کونسل'' پاکستان کے قانون ساز اداروں کو ہر شعبۂ زندگی سے متعلق اسلام کے تصورات اور اصولوں کی رہنمائی کرے نیز یہ جائزہ بھی لیتی رہے کہ آیا کوئی تجویز یا مجوزہ قانون اسلام کے منافی تو نہیں ہے۔

دستور مذکور کی دفعہ ۲۰۷ کے تحت صدر مملکت کو ''ادارۂ تحقیقات'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کرنے کا بھی اختیار دیا گیا جو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے متعلق ایسی ''تحقیقات'' کرے جن سے صحیح اسلامی بنیادوں پر مسلم معاشرہ کی تشکیل میں مدد مل سکے۔

مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی نے صحیح اسلامی بنیادوں پر معاشرہ کی تشکیل میں مدد دینے کے سلسلہ میں ''جو کارہائے نمایاں'' انجام دیئے ہیں ان کی داستان بڑی طویل ہے جس سے قارئین بیّنات بخوبی واقف ہیں۔

اسی سلسلۂ تحریفات کی ایک کڑی وہ فتنہ ہے جو پچھلے دنوں ''بغیر اللہ کا نام لئے ذبح کے سلسلہ میں اس ادارہ کی طرف سے اٹھایا گیا، جس کا مقصد وحید یہ تھا کہ اس ملک میں مشینی ذبح کی راہ ہموار کرے جس

کے جاری کرنے کی بارہا کوششیں کی گئیں البتہ اسلام پسند طبقہ کے مسلسل احتجاجوں پر ملتوی کرنا پڑتا تھا۔ یہ فتنہ اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے ایک کتابچہ ہے جس کو ''ادارہ تحقیقات اسلامی'' کی طرف سے ''ذبیحہ کے احکام'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے اس کو جناب محمد سرور صاحب نے ترتیب دیا ہے، جو ادارۂ تحقیقات اسلامی کے نقیب ماہنامہ ''فکر ونظر'' کے مدیر شہیر ہیں، اس کتابچہ میں جناب ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے فتوی کی تصویب وتائید کی گی ہے اور اس کے حق میں بزعم خویش دلائل کے انبار جمع کرنے کی بے معنی کوشش کی گئی ہے۔

ادارۂ تحقیقات اسلامی کے بارے میں اب تک کا تجربہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف صحیح اسلامی بنیادوں پر معاشرہ کی مدد دینے کے سلسلہ میں کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر ادارہ کی فوج ظفر موج اس کو ہاتھوں ہاتھ لیکر اس کو بانس پر چڑھا دیتی ہے اور اس کے لئے گری پڑی روایتوں اور مرجوح اقوال کے سہارے تلاش کر کے ایک ''نیا علم کلام'' تصنیف کرلیا جاتا ہے، پیش نظر کتابچہ اس سلسلہ کی بہترین مثال ہے۔

اس کتابچہ سے ہمیں ایک اہم انکشاف ہوا، اور اس ادارہ سے دین کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے یا آئندہ ہوگی اس سلسلہ میں یہ انکشاف بڑی اہمیت کا حامل ہے اس سے اس ادارہ کے آئندہ عزائم کا پتہ لگانا بڑا آسان ہوگا محمد سرور صاحب فرماتے ہیں:

''اب یقیناً اس پر بحث ہوگی اور یہ بحث ہونی چاہیئے اور ہر اہل علم کو اس میں حصہ لینا چاہیئے اگر ''رائے عامہ'' ڈاکٹر صاحب کی رائے کی تصویب کرے گی تو مشینی ذبیحہ کا حلال ہونا تسلیم کرلیا جائے گا ورنہ یہ رائے مسترد کردی جائے گی۔'' (ص ۳۲۲)

اس کے چند سطروں کے بعد مزید وضاحت فرماتے ہیں:

دار الافتاء تو نہ اِدھر ہے نہ اُدھر آخری فیصلہ تو ''رائے عامہ'' کا ہوگا جسے بالآخر حکومت تسلیم کرے گی۔ (ص ۳۳۳)

اب یہاں دین کے ہر حکم ہر عبادت اور سارے اوامر ونواہی کے بارے میں یہ اصول طے کرلیا گیا ہے کہ یہاں حکم براہ راست کتاب وسنت نہیں، نہ اسلام کے طے شدہ اصولوں کا کوئی احترام ہوگا، بلکہ

صورت یہ ہوگی کہ اسلام کے بنیادی سے بنیادی مسئلہ کولیا جائے اور اس میں کوئی نیا شوشہ چھوڑا جائے اور بحث کی دعوت دی جائے کچھ لوگ اس کی حمایت کریں گے اور کچھ مخالفت ۔ اور پھر عوام سے استصواب کیا جائے گا، رائے عامہ جس رائے کی حمایت کرے گی حکومت اس کوتسلیم کر کے اسلامی قانون قرار دے گی اور یہ یہاں کا اسلام اور دین قرار پائے گا، اس اصول کے پیش نظر کل یہ مسئلہ اٹھایا جائے گا کہ نمازیں پانچ وقت کی زائد ہیں اور العیاذ باللہ اس سے وقت ضائع ہوتا ہے اس لئے صرف دو یا تین نمازیں اس نوزائیدہ مملکت کے لئے مناسب ہیں ۔ کچھ لوگ اس الحاد اور زندقہ کی حمایت کریں گے کیونکہ اس ملک میں منکرین حدیث کی ایک کھیپ آخر موجود ہی ہے جس کا مسلک یہی ہے اور غالباً ڈاکٹر صاحب کی رائے تو اس سے بھی آگے ہے کہ نمازوں پر یہ زور وشور بعد کے دور کی پیداوار ہے، ابتدائی دور میں پانچ نمازوں کی اس طرح تاکید نظر نہیں آتی اور بدقسمتی سے رائے عامہ اس کو قبول کرلے تو کیا حکومت اس کوتسلیم کرے گی؟ پھر یہ سلسلہ صرف عبادات اور معاملات تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کی زد میں ایمانیات اور دین کے مسلّمات بھی آئیں گے [1] اور ایک دن سارے دین کا سفینہ غرق ہوجائے گا "**نعوذ باللہ من شر ورهم**" ہر مسلمان سمجھتا ہے کہ اسلامی قوانین کے ماخذ حسب ذیل ہیں:

(الف) قرآن کریم۔

(ب) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ج) خلافت راشدہ کا تعامل۔

(د) مجتہدین امت کے فیصلے۔

مسلمانوں نے ہر دور میں اس پر عمل کیا ہے، اور ان کے تعامل وتوارث نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے شرعی مسائل میں "رائے عامہ" کو کبھی بھی حَکَم تسلیم نہیں کیا گیا۔ رائے عامہ کو اگر تسلیم کرلیا جاتا تو دین کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ اس دینِ متین کو رائے عامہ کے حوالہ کر کے کیا یہ حضرات دریا بُرد کرنا چاہتے ہیں یورپ نے اپنے قوانین ودستور کو رائے عامہ کے حوالہ کر کے کیا پایا؟

---

(۱) اور ڈاکٹر صاحب تو سارے ایمانیات پر پہلے ہی ہاتھ صاف کر چکے ہیں اب انتظار صرف "رائے عامہ" کا ہے۔ (حاشیہ بینات)

کیا یہ وہی ''رائے عامہ'' نہیں ہے جس نے زنا، لواطت جیسی گھناؤنی حرکات کو جائز اور مباح قرار دے دیا کیا یہی وہ رائے عامہ نہیں ہے جس نے انسانیت کو بہیمیت سے ہمکنار کر کے ہزار ہا تاریکیوں کو جنم دیا ہے اور قول و عمل کی جس قدر برائیاں وجود میں آسکتی تھیں وہ سب کی سب پوری طرح آچکی ہیں۔

امریکہ، برطانیہ اور فرانس میں اباحت مطلقہ اور نوجوان نسل کی بے راہروی اور تباہی پر سینکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں رپوٹیں شائع ہو چکی ہیں مگر ان کے مطابق کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا جاتا بلکہ جب کبھی حساس دلوں نے اس پر تشویش کا اظہار کیا تو ان جرائم کے جواز کے لئے سب سے بڑی توجیہ یہی پیش کی گئی کہ ''رائے عامہ'' ان اخلاق سوز حرکتوں کی حامی ہے، اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں، کیا ادارہ تحقیقات اسلامی کے ذمہ دار اس سیاہ تاریخ کو اس ملک میں دہرانا چاہتے ہیں، جس کو اسلام کے نام پر بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا ہے، کیا ''رائے عامہ'' کے فلسفہ سے یہ حضرات اسلامی معاشرے کو بھی یورپ کی سطح پر لانا چاہتے ہیں۔

رائے عامہ کو حکم بنانے کا جو اصول پیش کیا گیا ہے اس کا ہم قرآن کریم، حدیث نبوی، اور سلف کے کلام کی روشنی میں جائزہ لینا چاہتے ہیں تا کہ ہمارے قارئین علی وجہ البصیرۃ اس گمراہ کن اور دین و شریعت کے منافی اصول پر نفرین بھیج سکیں اور اس پر پُر زور احتجاج کر سکیں۔

''ان الحکم الاللہ امر الاتعبدوا ایاہ ذلک الدین القیم ''(یوسف:۴۰)

ترجمہ: حکم سوائے اللہ کے اور کسی کا نہیں اس کا فرمان ہے کہ اسکے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو یہی صحیح دین ہے۔

''یقولون ھل لنا من الا مر من شیئ قل ان الامر کلہ للہ (ال عمران:۱۵۴)

ترجمہ: وہ پوچھتے ہیں کہ اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے کہو کہ اختیارات تو سارے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

ولا تقولوا لماتصف السنتکم الکذب ھذا حلا ل وھذاحرام''(النحل:۱۱۶)

ترجمہ: ''اپنی زبانوں سے یونہی غلط سلط جھوٹ نہ بک دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔

''ومن لم یحکم بماانز ل اللہ فاولئک ھم الکافرون ''(المائدۃ ۴۴)

ترجمہ: جو خدا کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی دراصل کافر ہیں۔

"ماکان لمومن و لامومنةاذاقضی الله ورسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاًمبیناً" (الاحزاب :۳۶)

ترجمہ: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب کسی معاملے کا فیصلہ اللہ اور اس کا رسول کر دے تو پھر ان کے لئے خود اپنے معاملے میں فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔

"یاایها الذین آمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شیئ فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر ذالک خیر واحسن تاویلا" (النساء :۵۹)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان نزاع ہو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر یہ بہتر ہے اور بلحاظ انجام بھی اچھا ہے

"الم ترالی الذین یزعمون انهم آمنو ابماانزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطان ان یضلهم ضلالاًبعیداً". (النساء :۶۰)

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے اس کتاب پر جو آپ پر نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اتاری گئیں حالانکہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ "طاغوت" کی طرف لے جائیں حالانکہ ان کو اس کا حکم دیا گیا تھا کہ اس کا انکار کریں لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہت دور کی گمراہی میں ڈالدے۔

"عن جابر رضی الله عنه ،قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امابعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد

وشر الامور محدثاتها و كل بدعة ضلالة". (۱)

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین امر یہ ہے کہ دین میں نئی چیزیں نکالی جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

"عن ابن عباس قال قال رسول الله ابغض الناس الى الله ثلاثه ملحد فى الحرم ومبتغ فى الاسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه ". (۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں ایک تو وہ شخص جو حرم میں الحاد کرے دوسرا وہ شخص جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ زندہ کرے تیسرا وہ شخص جو کسی مسلمان کا ناحق خون بہانے کے لئے حیلے تلاش کرے۔

"عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتى يدخلون الجنة الامن ابى قيل ومن ابى قال من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد ابى ". (۳)

ترجمہ: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے ان لوگوں کے جو انکار کریں کہا گیا کہ ایسے لوگ کون ہیں فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی تو گویا اس نے انکار کیا۔

---

(۱) مشكوة المصابيح لمحمد بن عبدالله خطيب التبريزى (م۷۴۳ ھ) كتاب الإيمان –باب الاعتصام بالكتاب والسنة–الفصل الأول – ۱/۲۷–ط: قديمى كتب خانه كراچى

(۲) المرجع السابق ا. (۳) المرجع السابق .

"عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی اللّٰہعلیہ وسلم مامن نبی بعثه الله فی امته قبلی الا کان له فی امته حوار یون واصحاب یاخذون بسنته ویقتدون بامره ثم إنها تخلف من بعد هم خلوف یقولون مالایفعلون ویفعلون مالا یؤ مرون رواه مسلم".(۱)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، کا ارشاد ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے اس کی امت میں مبعوث فرمایا الاّ یہ کہ اس کی امت میں خاص لوگ اوراس کے صحابی ہوئے جو اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں اوراس کے احکام کی اقتداء کرتے ہیں۔ پھراس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو کہتے ہیں اور کرتے نہیں ہیں اور ایسے کام کرتے ہیں جن کا اُنہیں حکم نہیں دیا جاتا۔

"عن ابن مسعود قال من کان مستنافلیستن بمن قد مات فان الحی لا تومن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم کا نوا افضل هذه الامة ابر ها قلو بااعمقهاعلماًوا قلها تکلّفاًاختار هم الله لصحبة نبیه ولاقامة دینه فاعر فوالهم فضلهم واتبعوهم علی اثر هم وتمسکو ابمااستطعتم من اخلاقهم وسیر هم فانهم کانو اعلی الهدی المستقیم "رواه رزین (۲)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں جو شخص کسی طریقہ پر چلنا چاہے تو چاہیئے کہ وہ وفات پانے والے حضرات کے طریقہ پر چلے کیونکہ زندہ لوگ فتنہ سے محفوظ نہیں رہ سکتے اور جن کے طریقے پر چلنا ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اس امت کے افضل ترین حضرات تھے دلوں کے لحاظ سے پاکیزہ، علم کے لحاظ سے گہرے، تکلف سے خالی، اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اپنے نبی کی صحبت کے

(۱) المرجع السابق ص ۲۹. (۲) المرجع السابق –الفصل الثالث–ص ۳۲

لئے اور دین قائم کرنے کے لئے چن لیا تھا، پس تم ان کے فضل وکمال کا اقرار کرو اور جہاں تک تم سے ہو سکے ان کے اخلاق حمیدہ اور سیرت طیبہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیونکہ یہ سب لوگ جادہ مستقیم پر قائم تھے۔

''عن ابی ثعلبة الخشنی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله فرض فرائض فلاتضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدوداً فلاتعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلاتبحثوا عنها'' رواه الدار قطنی (۱)

ترجمہ: ابوثعلبہ خشنیؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو فرض فرمایا ہے تم ان کو ضائع نہ کرو اور بعض اشیاء کو حرام کہا ہے تم ان کی پردہ دری نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور بعض چیزوں سے۔ بھولے بغیر۔ سکوت فرمایا ان کی جستجو میں نہ پڑو۔

غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی نے واضح طور پر اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا، کہ مسلمانوں کے لئے ''حَکَم'' کتاب وسنت ہے، انھیں اپنے ہر معاملہ میں اور زندگی کے ہر شعبے میں یہ دیکھنا ہے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کیا ہے، یہ چیز خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حلال ہے یا حرام، جائز ہے یا ناجائز اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہو جانے کے بعد کسی کا حکم قابل تسلیم نہیں، نہ کسی کی رائے کا اعتبار ہے **''لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق''** جائز و ناجائز اور حلال وحرام کے فیصلوں میں ''رائے عامہ'' کو اتھارٹی تسلیم کرنے کا نظریہ اُن معاشروں میں تو پنپ سکتا ہے، جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوں، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، نہ آسمانی کتاب سے بہرہ مند ہوں نہ خدائی شریعت سے لیکن جس شخص کے دل میں ایمان کا ادنیٰ شعور باقی ہو وہ جان سکتا ہے کہ اسلامی قوانین واحکام کے بارے میں رائے عامہ کو ذرہ برابر دخل نہیں۔ اسلام میں احکام وقوانین کے مآخذ وہی ہیں جن کی اوپر نشاندہی کی گئی ہے اس لئے شرعی مسائل میں ''رائے عامہ'' کو بطور حکم

(۱) المرجع السابق.

پیش کرنا وہ طرز فکر ہے، جس کی توقع کسی مسلمان سے نہیں ہوسکتی۔

علمائے اصول نے بسلسلہ اجماع تصریح کی ہے کہ صرف رائے عامہ کا کوئی اعتبار نہیں فخر الاکلام بزدوی لکھتے ہیں:

"فاما ما يختص بالرأي والاستنباط وما يجري مجراه فلا يعتبر فيه الا اهل الرأي والاجتهاد". (۱)

ترجمہ: "وہ مسائل جن کا تعلق رائے اور استنباط سے ہو ان میں صرف ان ہی حضرات کا اعتبار ہے، جو اہل اجتہاد ہوں"۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے اپنی بے عدیل کتاب "المستصفیٰ" میں بسلسلہ اجماع، "رائے عامہ" پر سیر حاصل بحث کی ہے اس کا اختصار ہدیہ ناظرین ہے:

"واضح رہے کہ شریعت مطہرہ کے دو حصے ہیں ایک تو وہ حصہ جس کے ادراک میں عوام وخواص سب مشترک ہیں جیسے پانچ نمازیں، روزہ کی فرضیت، زکوٰۃ کی فرضیت اسی طرح حج کا وجوب سو یہ وہ امور ہیں جن میں عوام اور خواص سب متفق ہیں۔ دوسرا حصہ وہ ہے جس کا ادراک صرف خواص کر سکتے ہیں جیسے نماز کے احکام کی تفصیل، خرید وفروخت کے احکام اس کے علاوہ دوسرے اجتہادی مسائل، ایسے مسائل میں خواص کے اجماع کا اعتبار ہوگا اور اس میں کام یہ ہوگا کہ وہ یہ سمجھیں کہ حق وہی ہے جس میں اہل حل وعقد اتفاق کریں۔ اس قسم کے امور میں عوام اپنے دلوں میں کسی مخالفت کو جگہ نہیں دیتے گویا وہ بھی ان میں پورے پورے متفق ہوتے ہیں اس لئے ایسے مسائل میں کہا جاسکتا ہے کہ پوری امت متفق ہے جس طرح فوج اپنے میں سے ایک "اہل رائے" جماعت کو کسی قلعہ والوں سے صلح کرنے کے لئے مقرر کردے اور وہ جماعت ان سے صلح کرے تو وہ پوری فوج کا فیصلہ اور پورے لشکر کی طرف سے صلح سمجھی جاتی ہے۔

(۱) اصول البزدوی کنز الوصول إلى معرفة الأصول للإمام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی (۴۸۲ھ)- باب الأهلية -ص ۲۴۳ -ط: نور محمد کراچی.

اگر عوام کسی ایسے مسئلہ میں جس میں خواص کا اتفاق ہو مخالفت کریں تو اس سے اجماع پر فرق پڑتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے اس بارے میں صحیح ترین رائے یہی ہے کہ عوام کی مخالفت سے اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا دو دلیلوں میں سے پہلی دلیل تو یہ ہے کہ عوام طلب صواب کے اہل نہیں ہیں، کیونکہ اجتہادی مسائل میں غور وفکر کرنے کے لئے جس قسم کے اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان سے تہی دامان ہوتے ہیں اور امت کے ''معصوم عن الخطاء'' ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اس کے اہل ہیں وہ خطا پر متفق نہیں ہو سکتے۔

دوسری دلیل قوی ترین یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا اجماع ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں عوام کا اعتبار نہیں ہے اور اس اجماع کی دلیل قرآن وحدیث ہے قرآن کریم میں فرمایا گیا۔"لعلمه الذی یستنبطونه منهم" (وہ لوگ جو استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس کو جان لیتے ہیں) اس آیت میں صراحت کے ساتھ عوام کو حکم دیا گیا کہ وہ مسائل وواقعات کو خواص کے پاس لے جائیں اور ان کا حکم ان سے معلوم کریں، اسی حدیث میں ان جاہل رؤسا کی مذمت کی گئی ہے جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صحیح علماء کی مخالفت کرنے سے عوام خطا کار وگناہگار سمجھے جائیں گے۔''(۱)

امام ابو اسحاق الشاطبی ''الموافقات'' میں المسئلة التاسعة کے زیر عنوان عوام کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ارباب اجتہاد کے فتاویٰ عوام کے حق میں ایسے ہیں جیسے ادلہ شرعیہ مجتہدین کے حق میں، کیونکہ عوام کے لئے ادلة کا وجود اور عدم برابر ہے جبکہ عوام اس سے استفادہ نہیں کر سکتے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ عوام ادلہ شرعیہ میں غور وفکر اور صحیح استنباط

(۱) المستصفی للإمام أبی حامد الغزالی –الباب الثانی فی بیان أرکان الإجماع –مسئلة یتصور دخول العوام فی الإجماع فإن الشریعة تنقسم ...... الخ –۱/۱۸۱–ط: المطبعة الأمیریة بولاق مصر.

کرنے کے اہل نہیں اور نہ ان کے لئے جائز ہے کہ وہ ادلہ شرعیہ سے استنباط کی جرأت کریں انکے لئے صحیح طریق کارو ہی ہے جس کی طرف قرآن کریم نے رہنمائی فرمائی

"فاسألوا اهل الذكران كنتم لاتعلمون". (۱)

ترجمہ: جو چیز تم نہیں جانتے وہ صاحبان علم سے دریافت کرو۔

ہم نے سطور بالا میں جو کچھ عرض کیا ہے اس سے ہمارا مقصد "رائے عامہ" کی اہانت یا تنقیص ہرگز نہیں، ہم تو ایک گمراہ کن نظریہ کی قرآن کریم وحدیث نبوی اور سلف کے اقوال کی روشنی میں تردید کررہے ہیں۔ اور یہ بتلا رہے ہیں کہ دین کے احکام ومسائل میں رائے عامہ حکم نہیں ہے حکم قرآن کریم اور حدیث نبوی ہیں، البتہ وہ دنیوی امور جن کے بارے میں شریعت نے دونوں پہلوؤں کے اختیار کرنے کی صراحتاً اجازت دی ہے ، یا شریعت نے ان سے سکوت کیا ہے ان میں "رائے عامہ" کو کسی ایک جہت کے اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

اسی طرح یہ بھی ملحوظ رہے کہ ذبیحہ کا مسئلہ ہو، یا عائلی قوانین کا، خاندانی منصوبہ بندی ہو یا بینک کا سود، پانچ نمازوں کی بحث ہو یا زکوٰۃ کے عبادت ہونے کی۔ غرض ہر وہ مسئلہ جس کو ادارہ تحقیقات اسلامی نے اس ملک میں معاشرہ کو "صحیح اسلامی" بنیاد پر تشکیل دینے کے سلسلہ میں اٹھایا ہے ، الحمدللہ ! "رائے عامہ" اس سلسلہ میں ادارہ تحقیقات کے محققین کی نئی پچ کو غلط ہی قرار دیتی رہی ہے ، اور ایک حقیر مغرب زدہ اقلیت کے سوا ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ساتھ کوئی مسلمان نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے اس لئے بحمداللہ ہم "رائے عامہ" سے خائف نہیں ہیں ، خائف تو آپ کو ہونا چاہیئے "استصواب رائے" کی صورت میں چند ووٹوں کے سوا آپکی جھولی میں کچھ نہیں آئے گا۔

آخر میں ہم دو باتیں نقل کرتے ہیں ایک علامہ محقق محمد زاہد الکوثریؒ سے اور دوسری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جن کے کلام سے استدلال کتابچہ کے مؤلف محترم جابجا کرتے ہیں۔ محمد زاہد الکوثری فرماتے ہیں:

"واحكام الشرع هي مافهمه الصحابة والتابعون وتابعوهم

---

(۱) الموافقات لأبي اسحاق الشاطبي(م ۷۹۰ھ) قوله : فتاوى المجتهدين بالنسبة إلى العوام ......الخ–
۴/۲۱۵، ۲۱۶–ط: دار الكتب العلمية بيروت.

مـن کتاب الله وسنة رسوله علی موجب اللسان العربی المبین وعمل الـفـقهـاء انما هو الفهم من الکتاب والسنةولیس لاحد سوی صاحب الشرع دخل فی الشرع". (۱)

ترجمہ: شریعت کے احکام درحقیقت وہی ہیں جن کو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے عربی زبان کے قواعد کے مطابق سمجھا ہے فقہاء کا عمل بھی کتاب اور سنت کا فہم ہی ہے۔ صاحب شرع کے علاوہ کسی کو احکام اسلام میں دخل دینے کا حق نہیں ہے۔"

حضرت شاہ صاحب نے اسباب تحریف پر بحث کرتے ہوئے ادارۂ تحقیقات کے محققین کے طرز عمل کی کیا خوب نشاندہی فرمائی ہے:

"من جملہ ان کے یہ کہ بعض لوگوں کو ان کی اغراض فاسدہ نصوص شرعیہ کی غلط توجیہ وتاویل کرنے پر آمادہ کرتی ہیں مثلاً بادشاہوں اور حکمرانوں کو خوش رکھنا، اور ان ہی کے اشارہ پر چلنا ان کے پیش نظر ہوتا ہے، کلام مجید میں ہے:

"ان الـذیـن یـکـتمـون ماانزل اللّٰہ من الکتاب ویشترون به ثمناً قلیلاً اولئک ما یاکلون فی بطونهم الا النار" (البقرة : ۱۷۴)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اس کے عوض تھوڑا مول لیتے ہیں وہ جو کچھ بھی کما کر کھاتے ہیں وہ تو دوزخ کی آگ ہے۔" (۲)

---

(۱) مقالات الکوثری للمحقق محمد زاهد الکوثری (م ۱۳۷۱ھ)—ص ۹۲—ط: دار شمسی للنشر کراتشی

(۲) حجة الله البالغة للشاه ولی الله المحدث الدهلوی (م ۱۱۷۶ھ)قوله : ومنها الأغراض الفاسدة — ص ۱۲۰ — ط:رشیدیه دهلی .